

پہلی سنٹ و جماعت کو فکری و اعتقادی انتشار سے بچانے کا لائحہ عمل



عقائدِ دانا گنج بخش

کشف الہمچوب کی روشنی میں



پیشوا

0315, 0321-9407699

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى عَائِمِ النَّبِيِّينَ وَ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَائِمِ الْمُعْصُومِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

برصغیر پاک و ہند کو اسلامی تعلیمات سے فیضیاب کرنے میں سیدنا علی الجوہری
المعرف داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز کا بہت بڑا کردار ہے۔ آپ سے فطری و
برکات کا حصول آپ کے عقائد و نظریات کو قبول کرنے پر موقوف ہے۔ آپ کے معتقدات
و معمولات اور تعلیمات و تشریحات کو جاننے کا بہتر اور مستند ذریعہ آپ کی شہرہ آفاق مشہور
زمانہ کتاب ”کشف الکجوب شریف“ ہے۔ جو صدیوں سے جہاں تصوف کی معتبر ترین
کتاب سمجھی جاتی ہے، وہاں فقہی اور کلامی مباحث میں بھی ایک سند سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ صدیوں سے طریقت و تصوف کے تمام سلاسل میں اسے قواثر سے ایک مقبولیت
حاصل ہے اور ہمیشہ جذب و سلوک اور تصوف و طریقت کے شائقین کے لیے اسے ایک
نصاب کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ زبان فارسی میں تصوف کے بارے میں لکھی جانے والی
یہ اولین تعنیف ہے۔ سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز نے اگرچہ کشف الکجوب شریف
کے علاوہ بھی تقریباً نو (9) کتب تعنیف فرمائیں مگر کشف الکجوب شریف اپنی مثال آپ
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت غلام الدین محبوب الہی دہلوی قدس سرہ العزیز کہتے ہیں:

اگر کسی راہ پر نہ باشد چون این را مطالعه کند او را پیدا شود
ایمانش جو کہ مرشد سے محروم ہے، جب وہ کشف الکجوب کا مطالعہ کرنا بنے تو یہ اس
کے لیے مرشد کا کام کرتی ہے۔

حالات حاضرہ میں اہل مسند و جماعت فکری اور نظریاتی انتشار کی بدترین کیفیت میں
گھرے ہوئے ہیں۔ جہاں ایک طرف مستشرقین کے حملے ہیں تو دوسری طرف قادیانیت

کی شرائطیں ہیں۔ ایک طرف ماصیحت و خاریجیت کے زہر۔ یہ اثرات پھیلانے جا رہے ہیں تو دوسری طرف رافضیت و تقصیلیت کے اثرات بد کی ترویج کی جا رہی ہے۔ چونکہ سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے عہد میں بھی ردائض کا شرمو چودھا اور آپ نے ان کے سیاہ ترین نظریات کا بڑی حکمت کے ساتھ رد کیا۔ آج جب کہ صرف عوام ہی نہیں بلکہ بہت سی روحانی ورگاہوں کے سجادہ نشین اور دینی مراکز کے ذمہ داران اس نقتے میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں۔ بندہ ماجیز نے یہ ضروری سمجھا کہ سیدی گنج بخش قدس سرہ العزیز کے متقدم عقائد کی اشاعت کی جائے تاکہ بد اعتقادی اور کج فکری کا سد باب کیا جاسکے۔ چنانچہ سوال و جواب کی شکل میں آسان پیرائے میں عقائد سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کو بیان کیا جا رہا ہے۔ بندہ ماجیز نے اس سلسلہ میں کشف الجوب قاری کا مستند ترین اور قدیم ترین نسخہ جسے حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکر یا مثنائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا۔ اسے سامنے رکھا۔ نیز کشف الجوب قاری کے نسخہ تہران سے بھی استفادہ کیا۔ جبکہ کشف الجوب اردو کے متعدد نسخے بھی دیکھ کر نظر رکھے ہیں۔ اس وقت سوال و جواب کی صورت میں عقائد کے پائیس (22) سوالات کا جواب کشف الجوب شریف سے پیش کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عقائدہ داتا گنج بخش کے اس نسخہ کی کیا کو مسر حاضر کے مریضوں کے لیے شفا بخش بنائے۔ آمین، بہاؤ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد اشرف آصف ہزاری

﴿توحید﴾

سوال نمبر: 1

قلیاسی گنج بخش قدس سرہ العزیز کی روشنی میں عقیدہ توحید کی مختصر وضاحت کریں؟

جواب:

سیدنا دانا گنج بخش جویری قدس سرہ العزیز ”کشف الحجاب الثانی فی التوحید“ میں فرماتے ہیں:

بمانککہ وی تعالیٰ ہیکی ست کہ وصل و فصل نہنبرد و دوئی بر وی روا نباشد و یگانگی وی عددی نیست و محدود نیست تا وی را شش جہات باشد و ہر جہتی را جہتی دیگر است و این اثبات بی نہایت باشد وی را مکان نیست و اندر مکان نہ از انچہ اگر متعین در مکان بودی مکان را نیز مکان بایستی و حکم فعل و فاعل و فاعلیم و محدث باطل شدی و عرضی نیست تا محتاج جوہری باشد و اندر دو حال اندر محل خود باقی نماند و جوہری نیست کہ وجودش جز با چونی خودی درست نیاید طبعی نیست تا مبدای حرکت و سکون باشد و روحی نیست تا جاسم نہ بایستی باشد و جسمی نیست تا از اجزاء مؤلف بود و اندر ہمیزہا ہمیزی حال نیست تا جنس ہمیزہا بود و ہمچہ چیز وی را پیوند نیست تا آن چیز جزوی از وی بود ہی است از ہمہ نقصان و نقایص پاک از ہمہ آفات و متعالی از ہمہ عیوب وی را مانندی نیست تا او با مانند خود دو چیز باشد و فرزند ندارد تا نسل وی اقتضای اصل وی کند و تغیر بر ذات و صفات وی روا

نیست تا وجود وی بمان متغیر شود و یا در حکم وی متغیر گردد
موصوف است بصفات کمال آن صفاتی کہ مومنان و مؤمنان
ہر او را بحکم بصیرت اثبات کنند کہ وی خود را بمان صفت
کرده است۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہار الدین ملانی)، کشف المحجوب

الثانی فی الوحید، صفحہ نمبر: 304)

جان لیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ایک ہے جو کہ اصل و فصل کو قبول نہیں کرتا۔ اس پر دوئی
(اس کے ساتھ کسی دوسرے کا ہونا) جائز نہیں۔ اس کی وحدانیت عددی نہیں اور وہ محدود
نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی شش جہات (چھ جہتیں) میں سے کوئی ممکن جہت نہیں کیونکہ
ہر جہت کے لیے ایک اور جہت ہوتی ہے اور اس طرح غیر متناہی جہات ماننی پڑیں گی۔ نہ
اس کے لیے کوئی مکان ہے اور نہ ہی وہ کسی مکان کا مکین ہے۔ کیونکہ وہ اگر کسی مکان میں
مستکن ہو تو پھر اس مکان کے لیے کوئی اور مکان ماننا پڑے گا جس کے نتیجے میں فعل، فاعل،
قدیم اور حادث کا حکم باطل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عرض نہیں کیونکہ اگر عرض ہوتا تو جوہر کا
محتاج ہوتا اور دو حالتوں میں اپنے ایک محل میں باقی نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ جوہر نہیں، اگر جوہری
ہوتا تو اس کا جوہر اپنی شکل دوسرے جوہر کے بغیر صحیح نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ظہری نہیں، اگر ظہری ہوتا تو
مسکون اور حرکت کا مبداء بنتا۔ وہ روح نہیں کہ جسم کا محتاج ہو۔ وہ جسم نہیں اگر وہ جسم ہوتا تو
اجزاء سے مرکب ہوتا۔ وہ چیزوں میں سے کسی چیز کے اندر حلول کیے ہوئے نہیں، اگر وہ ایسا
ہوتا تو پھر دوسری چیزوں کی جنس بن جاتا۔ کسی چیز کے ساتھ اس کا پیوند نہیں، اگر ایسا ہوتا تو
پھر وہ چیز اللہ تعالیٰ کی جزو بن جاتی۔ وہ تمام نقائص سے بری اور تمام آفات سے پاک اور
تمام عیوب سے بلند ہے۔ اس کی مثل کوئی نہیں کہ وہ اپنی مثل کے ساتھ مل کر ہو جائے۔
اس کی کوئی اولاد نہیں کہ وہ اولاد اپنے اصل کی طرح تقاضے کرے۔ اس کی ذات اور صفات
پر تغیر و تبدل نہیں کہ اس کا جوہر اس تغیر و تبدل کی وجہ سے حقیر یا اس کے حکم میں ہو جائے۔ ان

تمام صفات کمال سے مصطفیٰ ہے جو مومنین اور موحدین نے اپنی ہمسرت سے اس کے لیے ثابت کیں، اس لیے کہ اس نے ان ہفتوں سے خود اپنے آپ کو مصطفیٰ بتایا ہے۔

﴿نبوت و ولایت﴾

سوال نمبر: 2

سیدنا دانا گنج بخش جویری قدس سرہ العزیز کے نزدیک مقام نبوت و رسالت کیا ہے؟

جواب:

سیدنا دانا گنج بخش جویری قدس سرہ العزیز، الکلام فی تفصیل الانبیاء علی الاولیاء میں فرماتے ہیں:

بذلکہ اندر همه اوقات و احوال باتفاقی جملہ مشایخ این طریقت
اولیاء متابعان پیغمبر اند و مصطفیان دعوات ایشان و انبیاء فاضل تر
ند از اولیاء از انجہ نہایت ولایت نہایت نبوت باشد و جملہ انبیاء
ولی باشند اما از اولیاء کسی نبی نباشد

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہار الدین ملانی)، الکلام فی تفصیل

الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر: 258)

تو جان لے! اس طریقت کے تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولیاء ہر حال میں انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکار ہوتے ہیں اور انبیاء نے کرام علیہم السلام کے پیغامات کی تصدیق کرتے ہیں۔ انبیاء نے کرام علیہم السلام اولیاء سے افضل ہوتے ہیں کیونکہ جہاں جا کے ولایت کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے۔ چنانچہ انبیاء علی نبیہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، وہ ولی ضرور ہوتے ہیں مگر کوئی ولی (محض ولی) نہیں ہو سکتا۔

نیز آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ہیں انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم داعیان اند و ائمہ و اولیاء

مشایخ ایشان باحسان و محال ہوں کہ مأموم از امام فاضل تر
ہوں۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفصیل

الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 258)

پس انبیاء کرام علیہم السلام دعوت دینے والے اور امام ہیں اور اولیاء اچھے طریقے
سے ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور یہ محال ہے کہ مقتدی اپنے امام سے افضل ہو
جائے۔

سوال نمبر: 3

نبوت اور ولایت میں فرق کیا ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نبی دنیا میں آئے چکا ہو مگر ابھی
نبی نہ ہو؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخش پیرِ قدس سرہ العزیزؒ ”الکلام فی تفصیل الانبیاء علی الاولیاء“ میں
فرماتے ہیں:

لا حرم ولا یت را بنایت و نہایت است و قیوت را نیست تا بودند
نبی بودند و تا باشند نبی باشند و پیش از انکہ موجود نبوده اند
اندر معلوم و مراد حق تعالیٰ همان ہوں۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفصیل

الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 259)

یعنی طور پر ولایت کے لیے ابتداء اور انتہاء دونوں ہیں، نبوت کے لیے نہیں۔ چنانچہ
نبی جب معرض وجود میں آئے، تو نبی تھے۔ جب تک رہے، نبی بن کے رہے۔ اور جب
تک دنیا میں نہیں آئے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارادہ میں نبی ہی تھے۔

نیز آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ولـی مـخـصـوص مـت بـکـرامـت و نـبـی بـمـعـجـزات و المـعـجـزة لـم
تـکـن یـعـنـیـها انـما کـانـت مـعـجـزة لـحـصـولـها و مـن شـرـطـهـما اقـتران
دعوی النبوۃ بـہـما فـالـمـعـجـزات تـخـص لـلـانـبیاء و الـکـرامات
تـکـون لـلـاولیاء و چـون وـلی وـلی بـا شـد و نـبـی تـبـی مـیـان ایشـان ہـیـچ
شـبـہـت نـمـا شـد تـمـا از مـن احـتـرا ز بـایـمـد کـمـد کـمـہ شـرف و مـراتـب
بـیـغـامـبران عـلـیـہـم السـلام بـعـلـو رتـب و صـفـایـع عـصـمت اسـت نہ
بـمـجـرد مـعـجـزہ یا کـرامت یا باظہار بر ایشـان فـعل ناقـض عـادـت۔
(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاول الدین ملانی)،

الکلام فی ہیات الکرامات، صفحہ نمبر: 235)

ولی کرامت کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور نبی معجزات کے ساتھ۔ اور ہر معجزہ بذات
ثوہ معجزہ نہیں ہوتا بلکہ معجزہ اپنے حصول کے لحاظ سے معجزہ ہوتا ہے۔ معجزہ کی شرائط سے یہ ہے
کہ وہ دعوی نبوت کے ساتھ ملتا ہوا ہو۔ جس معجزہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے
اور کرامات اولیاء کی ہوتی ہیں۔ اور چونکہ ولی، ولی ہے اور نبی نبی ہوتا ہے ان کے درمیان
کوئی مشابہت نہیں ہوتی کہ اس مشابہت سے استراذکنا پڑے۔ انبیاء علیہم السلام کی عظمت
کا مدار ان کا بلند مرتبہ اور صفا کے لحاظ سے معصوم ہونا ہے نہ کہ محض معجزہ یا کرامت یا شرعی
عادت امور کو ظاہر ہونے سے۔

سوال نمبر: 4

کوئی ایسا فرق بھی ہے جن کے نزدیک اولیاء انبیاء سے افضل ہوں؟

جواب:

ہاں! یہ حشویہ کاغذ ہے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں:

و ایشان گویند کہ اولیاء فاضلتر از انبیاء اند و این ضلالت مر
ایشان را کفایت بود کہ جاہلی را فاضلتر از محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
می گویند

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملغانی)، الکلام فی تفصیل

الانبياء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 257)

حشو یہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل
ہیں۔ ان کی گمراہی کے لیے یہی کافی ہے کہ ایک جاہل کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دیتے ہیں۔

سوال نمبر: 5

انبیائے کرام علیہم السلام کو اولیائے کرام سے کس قدر افضل جانتا چاہیے؟
جواب: سیدنا داتا گنج بخش چھویری قدس سرہ العزیز ”الکلام فی تفصیل الانبیاء علی
الاولیاء“ میں فرماتے ہیں:

پس ینک نفس النبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام فاضل تر از
ہمہ روزگار اولیاء۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملغانی)، الکلام فی تفصیل

الانبياء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 258)

پس انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک سانس دنیا بھر کے اولیاء کے مقابلے میں زیادہ
فضیلت رکھتی ہے۔

حتمیہ:

جتنے بھی غیر انبیاء ہیں، وہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افراد ہوں، یا صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افراد ہوں، داتا صاحب کے عقیدے کے مطابق وہ کسی نبی کی
ایک سانس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ حالات حاضرہ میں مقام نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ لوگوں نے اتنا
سٹگی بنا دیا ہے کہ وہ عمر نبی کو نبی پر ترجیح دینے میں بڑے جیلاک نظر آتے ہیں۔ نفس کے یہ

اثرات بد اہل سنت و جماعت میں بھی سرایت کرنے لگے ہیں کہ حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبوت کے ہم پلہ یا نبوت سے بھی افضل قرار دے دیا جاتا ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

سوال نمبر: 6

انبیائے کرام علیہم السلام اور ملائکہ میں سے افضل کون ہے؟

جواب:

بہذا نکتہ انصاف اہل سنت و جماعت و جمہور مشایخ طریقت انبیاء و آسمان کہ محفوظہ سند از اولیاء فاضل تر اند از فرشتگان بخلاف معتزلہ کہ ایشان ملائکہ را فاضل تر از انبیاء گویند۔

(کشف المحجوب فارسی، الکلام فی تفعیل الانبیاء و الاولیاء علی الملائکہ صفحہ نمبر: 260)

آپ نے مقام انبیاء اور مقام ملائکہ کا تقابل کرتے ہوئے یہ فرمایا: جان لو کہ تمام اہل سنت و جماعت اور جمہور مشایخ طریقت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء میں سے جو محفوظ ہیں، وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ جبکہ معتزلہ ملائکہ کو انبیاء سے افضل مانتے ہیں۔

﴿عقیدہ معصومیت﴾

سوال نمبر: 7

کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی ہستی کو معصوم مانا جاسکتا ہے؟

جواب:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جس طرح آخری نبی ہیں، ایسے ہی آخری معصوم بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو یا اہل بیت اطہار رضی اللہ

تعالیٰ عنہم میں کسی کو یہ اہلی نے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو یہ ان کے سہارے کی بھی فرما کو
معصوم مانا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 8

اگر کوئی رسول پاک ﷺ کے بعد کسی کو معصوم مانے تو اس سے شرابی کیا لازم آتی ہے؟

جواب

اگر رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی کو معصوم مانا جائے تو اس سے قسم نبوت ﷺ کا انکار
لازم آتا ہے کیونکہ معصومیت نبوت کی شرط ہے۔ جب رسول پاک ﷺ کے بعد کسی کے
معصوم ہونے کا قول کیا جائے گا تو یہ دوسرے نفلوں میں معاذ اللہ اس کو بھی مانے کا قول
ہوگا۔

سیدنا داتا گنج بخشؒ جویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

پیش آریں گھنہ دم کہ وہو معصوم بہ شد کہ عصمت شد
بیوت است

(کشف المحجوب فارسی الکلام فی ظہر جس لمعجزة علی يد مریعی

الالہیہ صفحہ نمبر 242)

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ اہلیہ کرام معصوم نہیں ہوتے اس لیے کہ عصمت شرط
نبوت ہے نہ کہ شرط الہیت۔ مگر اہلیہ عالمی ہر قسم کے آفات سے محفوظ ضرور ہوتے ہیں۔

﴿عقیدہ افضلیت و خلافت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت سے آج کے تقیسی اور اہل تنفس جو
طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں سیدنا داتا گنج بخشؒ جویری قدس سرہ العزیز
نے ان تمام شکوک و شبہات اور دوسرے مسائل کا ازالہ کر دیا ہے۔

سوال نمبر 9

یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے صرف سیاسی خلیفہ بل فصل ہیں یا مطلقاً خلیفہ بل فصل ہیں؟ یہی سیاسی نقطہ سے بھی اور روحانی نقطہ سے بھی؟ نیز تعلیمات گنج بخش قدس سرہ العزیز میں سے یہ بھی واضح کریں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بل فصل نہ ہری بھی تھی اور باطنی بھی تھی؟

جواب

خلافت کی سیاسی اور روحانی کی طرف تقسیم یہ خلافت کی نہ ہری باطنی کی طرف تقسیم تعلیمات گنج بخش قدس سرہ العزیز کے سراسر مبنی ہے۔ اسل میں چونکہ رافضیوں کو اصول اہل سنت کا کوئی دخل نہیں، چنانچہ وہ تو مطلقاً خلافت بل فصل کے منکر ہیں۔ اور جو لوگ اہل سنت میں شمار ہونے کی بنیاد پر خلافت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل کا سینہ انکار کرنے کی جسارت نہیں کر پاتے، اور دوسری طرف ان کا میدان رافضیوں کے نظر یہ کی طرف ہوتا ہے وہ پھر خلافت ان ائمہ ہذا کو اپنے موقف کی گنج نشہانا مانچتے ہیں۔ یہ عقیدہ رافضیوں سے نہ رافضیوں کی طرف عدم میدان کے باوجود بھی ایسے قول کا صدور ہو۔ جہاں تک سیدنا امامنا گنج بخش جویری قدس سرہ العزیز کا تعلق ہے، آپ نے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہی روحانی اور باطنی خلیفہ اول کے نقطہ سے کیا ہے۔ کشف الکواب شریف میں آپ نے تصوف اور اہل تصوف کے تذکرے کے بعد بڑے صوفیاء کے آئینہ کے ابواب ذکر کیے ہیں۔ پہلے نمبر پر جو صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے صوفیاء کے امام ہیں، اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اور دوسرے نمبر پر جو اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے صوفیاء کے امام ہیں، انہیں ذکر کیا ہے۔ سیدنا گنج بخش قدس سرہ العزیز نے صوفیاء اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تاج تاج ہیں، کے صوفیاء کے اماموں میں سے جس شخصیت کو امام اول قرار دیا، وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی لیے آپ نے سب سے

پہلے امت کے سب سے بڑے صفی اور سب سے بڑے ولی کے طور پر حضرت سیدنا صدریق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

سوال نمبر 10

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بانی اسلام اور غیر اسلام میں۔ وہ کون سی امتی ہیں جنہیں امت میں سے سب سے پہلے ”شیخ الاسلام“ کہا گیا؟ اور یہ لقب کس عظیم امتی نے کس عظیم امتی کو دیا؟

جواب

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے کشف الکجب شریف میں حضرت سیدنا صدریق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ جہاں امت کے امام اول کی حیثیت سے کیا گیا وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القابات کو ذکر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے پہلا لقب ”شیخ الاسلام“ لکھا۔ یہ بات ان لوگوں کے لیے بھی بہت عجیب لگے گی جو سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ العزیز کو بہت بڑا ولی مانتے ہیں مگر داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ”شیخ الاسلام“ مانتے ہیں، یہ لوگ ان کی دلیب میں آج شک کرنے لگے ہیں۔ یقیناً سیدنا صدریق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا بڑا لقب لکھتے ہوئے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑا غور و خوض کیا ہوگا کیونکہ آپ سے دیگر خفائے راشدین یا امت کے دیگر اولیاء میں سے کسی کے لیے بھی اس لقب کا ذکر نہیں آیا۔ اگرچہ بعد میں بعض شخصیات نے بعض بڑی امتیوں کے لیے یہ لقب لکھا اور آج بعض ایسے بھی ہیں جو قسماً خود شیخ الاسلام ہیں مگر گلتا ہے کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لقب حضرت سیدنا مولائی کرم اللہ وجہہ لکھنوی کے لیے لکھا کیونکہ حضرت مولائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا صدریق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”شیخ الاسلام“ کہا کرتے تھے۔ اس کی دلیل مل جھکے ہو۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ قَالَ قَتَى مِنْ بَنِي هَاشِمٍ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتَيْنِ سَمِعْتُكَ تَخْطُبُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجَّةِ تَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ، فَسَنَ هُمْ فَأَعْرَوزُكَتْ غِيَاةُ نَمَّ قَالَ اَنْتَ بَكْرٌ وَ عُمَرُ اِمَامَا الْهَدَى وَ شَبَاحَا الْاِسْلَامِ وَ الْمُهْتَدَى بِهِمَا نَعَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، مَنْ اتَّبَعَهُمَا هُدِيَ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، وَ مَنْ اَقْتَدَى بِهِمَا يَزْشُدْ، وَ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنَ حَوْضِ اللّٰهِ، وَ حَوْضُ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

(کسر العمل المجلد 13 رقم الحديث 36107 رقم الصفحة 11 مائة

رسالة بيروت)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت موال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم صلیب سے اٹھائے تو نبی ہاشم کے ایک نو جوان نے آپ سے سوال کیا کہ اے امیر المؤمنین میں نے آپ کو ہر جہ میں یہ کہتے سنا ہے اے اللہ جس طرح تو نے خلیفہ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصلاح کی، ایسے ہی ہماری اصلاح فرما۔ تو یہ بتا چکے کہ وہ خلیفہ راشدین کون ہیں؟ اس پر حضرت موال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں آسوں سے چھلک پڑیں اور فرمایا وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو دونوں ہدایت کے امام ہیں اور دونوں شیخ الاسلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان دونوں کی پیروی ہدایت کی ضمانت ہے۔ جس سے ان دونوں کی پیروی کی، اس کی سیدھے رستے کی طرف رہنمائی کرو گی اور جس سے ان دونوں کی اقتداء کی، اس کی رہنمائی مرو گی۔ جس نے ان دونوں سے پیروی یا بغض اختیار کی وہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے بہ اور اللہ کی لعنت ہی کا سیلاب سے ڈرنے والی ہے۔

ایسے ہی امام عاصم الدین اسماعیل بن محمد حنفی علیہ الرحمہ سے بھی تقریر بیضاوی کے حاشیہ قہار میں اس کو کر کیا ہے۔

(حاشیہ القوی علی تفسیر البصاری، المجلد 2 سورة البقرة، رقم لایہ 14
رقم الصفحة 33، الکتاب العلمیہ بیروت)

امام جلال الدین سیوطی عیدہ الرحمہ نے تاریخ الثناء کے اندر جب اس راایت کو ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس الفاظ کا اضافہ کے ساتھ راایت یہ
فَقَالَ هُمَا حَبِيبَايَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، إِمَامَا الْهُدَى، وَشَيْخَا
الْإِسْلَامِ.

(التاريخ المفصل، باب فضائل علي، فصل في سب من عمار علي وفضيله، رقم
الصفحة 178، مير محمد کتب محلہ کراچی)

۱۰۵۰: نو سائیر کے محبوب حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
ہیں، ۱۰۵۱: نوں بدایت کا امام و شیخ الاسلام ہیں۔

یہاں تک کہ روافضی نے بھی اس راایت کو تسلیم کیا۔ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب تنبیہ
اشعانی میں لکھتا ہے

وَرَوَى عَنْ خُصْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ خَلَا إِلَى
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ هِيَ الْخُطْبَةُ إِنَّمَا
اللَّهُمَّ أَصْلَحْنَا بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ، قُلْتُ فَهَمَّا؟
قَالَ حَبِيبَايَ وَعَمَّاكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ إِمَامَا الْهُدَى، وَشَيْخَا الْإِسْلَامِ
وَرَجُلَا قُرَيْشٍ، وَالْمُقْتَدِي بِهِمَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ بِهِمَا
عِصْمَ، وَمَنِ اتَّخَذَ أَتَارَهُمَا هُدًى إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

(تنبيه السلفي المجلد ۶ رقم الصفحة 218 مكتبة الصفاء قم)

سوال نمبر 11

کیا حضرت سیدنا گنج بخش بھویری قدس سرہ العزیز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو افضل المشرعیہ الامیاء علیٰ مین و بیہم اصحابہ السدہم تسلیم کرتے ہیں؟

جواب

بالکل 'اگر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا جو عنوان لکھا ہے، اس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القاب میں سے یہ سب بھی تحریر کیا ہے۔
"اربعہ اشیاء حیرۃ الامم"

(کشف المحجوب فارسی) (سخہ حضرت مولانا علی داکر، ملتان، باب فی ذکر المہم من الصحابة، صفحہ نمبر 68)

انہی نے کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل آپ نے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف "افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام" ہی نہیں دانا بلکہ "فصل الجن بعد الانبیاء علیہم السلام" بھی تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو "افضل لخلق بعد الانبیاء علیہم السلام" بھی تسلیم کیا ہے۔ اس کا ثبوت اس خطہ کیجیے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقلدکم جمیع خلائق است از بعد انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و ۱۰ باشد کہ کسی قدیم پیش رو کی ہے۔

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر المہم من الصحابة، صفحہ نمبر 69)
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام خلائق پر مقدم ہیں اور کسی کے لیے آپ سے آگے نہ رکھ کر نہیں ہے۔

سوال نمبر: 12

دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوری امت مسلمہ کا اہم طریقہ کس قسمی کو قرار دیا ہے؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ پوری امت کے اہم طریقہ کے مصعب پر کارباز ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب

داتا گنج بخش چوپری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمع امت مسلمہ امام طہریت قرار دیا ہے اور یہ بھی اس کی شرائط اور جو بات کو پکارتا کیا ہے "اگر اسچہ صفہ را اصبی و ہر عی اس اسبش انقطع دل است در اعیاس و ہر عیش منلوۃ دل است از دنیا و خدا و این ہر دو صفت صدیق اکبر است" عبد اللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اسچہ امام اہل میں طہریت کو پکارتا۔

(کشف المحجوب، نقوی، لیسانہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب، الصفوفہ صفحہ نمبر 32)

اس لیے کہ صفہ (صفوف و تزکیمہ مالمین) کی ایک اصل (جڑ) ہے اور ایک فرع (شاخ) ہے۔ صفہ اصل وغیرہ سے دل کا منتطیع ہونا ہے اور صفہ فرع دل کا دنیا سے خالی ہونا ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں حضرت ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل تھیں۔ اس بنا پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لہل طہریت کے امام قرار پائے ہیں۔ یہی وجہ ہے

إِنَّ الصَّفَا صِفَةُ الصِّدِّيقِ

إِنْ أَرَادْتَ صُوفِيًّا عَلَى الْحَقِيقِ

یہی اگر تو واقعی صوفی ہوے کا مشتاقی ہے تو پورا رہے کہ صوفی و شاپ صفہ تو صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھی۔

یاد رہے سیدنا داتا گنج بخش چوپری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "شیخ الاسلام" کہا، اور بعد انہیہ "خیر الامام" کہا، "امام و سید اہل تجرید" کہا، "مشہد شاہِ ادبِ تقرید" کہا، اور "امام اہل طہریت" کہا، وہاں حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "مفتی اے اولیاء و اصفیاء" بھی کہا۔ یاد رہے "داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما داتا صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علی المرتضیٰ امام اہل طریقت ہیں اور دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت سیدنا موسیٰ المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اپنے درجہ میں اور سید اہل طریقت کو فیض رسانی میں اولیٰ و موصیاء کے مقتدا بنائے ہوئے ہیں

سوال نمبر 13

حضرت دانا گنج بخش جو میری قدس سرہ العزیز نے رسول اکرم ﷺ کے بعد تمام مسلمانوں کے دین کا بھی کسی شخصیت کو امام مقرر کر دیا ہے؟

جواب

جی ہاں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمیع مسلمانوں کے دین کا امام بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو

”امام دین محمد مسلمانان و است عام و امام اہل این طریقت و است و خاص وصی اللہ تعالیٰ علیہ۔“

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر المہم من الصحابہ، صفحہ نمبر 69)
عمومی طور پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مسلمانوں کے دین کے امام بھی ہیں اور خصوصی طور پر اہل طریقت کے امام بھی ہیں

نوٹ

یہاں سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظہری اور باطنی دانوں کا خلافت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہیت کو یقین کیا ہے۔

سوال نمبر 14

یہ حضرت سیدنا دانا گنج بخش جو میری قدس سرہ العزیز رسول اکرم ﷺ کے چچا چناپا بوطالب کے ایمان کے قائل تھے؟

جواب

ہرگز نہیں۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش جو پوری قدس سرہ العزیز ابو طالب کے ایمان کے ہمارے میں وہی نظریہ رکھتے تھے جو آپ سے پہلے ہمہ راہ امت مسلمہ کا نظریہ تھا اور آج بھی ہمہ راہ امت مسلمہ کا نظریہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے کہنے کے ہر جو ابو طالب نے کلمہ نہ پڑھا۔ چنانچہ ایمان ثابت نہ ہو سکا۔ داتا صاحب کے الفاظ خطہ ہوں

ار مستعجبات کس را قدرت آن نیست کہ کسی . بحدائے
 رسانند . مستدل ار ابو طالب عاقل تر نہ شد و دین . محمد
 مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بر گزیر نہ چون جریں حکم . ہو
 طالب و شد بر ت بود دلالت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
 ہو . بود داشت۔

(کشف المحجوب فارسی (مسجد حضرت بہاؤ الدین ملتان)، صفحہ نمبر 293)
 حلقو قات میں سے کسی کو یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کو (اپنے طور پر) خدا تک پہنچ سکے۔
 استدلال کرنے والوں میں ابو طالب سے زیادہ کوئی عقلمند نہ تھا اور رسول اکرم ﷺ سے بڑھ
 کر اللہ کے ایک ہونے کی کوئی دلیل نہیں تھی۔ چونکہ ابو طالب پر شقاوت کا حکم جاری ہو چکا
 تھا، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی رہنمائی سے ابو طالب کو کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ (یعنی اس نے
 کلمہ نہیں پڑھا۔)

سوال نمبر 15

کیا ایمان ابی طالب کی نفی کرنا یہ کہ با ضروریات دین میں سے ہے؟

جواب۔

یہ ہرگز ضروریات دین میں سے تو نہیں ہے اور نہ ہی جو ایمان ابی طالب کا قائل ہو۔
 وہ داتا کا اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ لیکن ایمان ابی طالب کے صبر حاضر کے بعض قائلین

کی طرف سے ایمان اپنی طاب نہ مائے والوں پر بدعت، مگر اسی اور کفر کے فتوے جب
 دماغے گئے تو اس سے مسئلہ کی نوعیت بدل گئی۔ اس کی ایسی حرکتوں سے بعض ضروریات دین
 بھی زہ میں ۲ لے لگیں تو اس کے نتیجے میں ایمان اپنی طاب کی نفی کا ماحول اعتقادی طور پر
 بہت اہمیت اختیار کر گیا۔ ماضی میں ایمان اپنی طاب کا مسئلہ مادات پر غیر مادات کے
 درمیان اختلاف فی نہیں رہا، بلکہ اہل سنت اور رافضی کے درمیان اختلاف فی ہے۔ کیونکہ جمہور
 اہل سنت عدم ایمان کے قائل ہیں جبکہ جمہور رافضی ایمان اپنی طاب کے قائل ہیں۔
 اصولاً اہل سنت کے مطابق ایمان اپنی طاب پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ اسی لیے سیدنا دانا
 گنج بخش جو پیری قدس سرہ العزیز نے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں صرف عدم ایمان اپنی
 طاب کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے اوپر کچھ اور مسئلے کی بھی غیہ رکھی۔ ہاں اگر کوئی ایمان
 اپنی طاب کا قائل ہو تو بشرطیکہ عدم ایمان اپنی طاب کے قائلین پر طعن و تشنیع نہ کرے، اس
 سے صرف نظر کیا جائے گا۔ اور اگر عدم ایمان اپنی طاب کے قائلین پر طعن کرے یا کفر و
 بدعت کا فتویٰ دے گا تو اس کا حق سے میسہ کیا جائے گا کیونکہ اس طعن و تشنیع کی ذرا کامرواہی
 امت پر پڑتی ہے جس سے آمد حدیث اور حدیث کا معاذ اللہ مروج ہونا لازم آتا
 ہے جس کا تمام تر فائدہ رافضی کو پہنچتا ہے۔ عدم ایمان اپنی طاب پر قرآن، سنت، فقہ و
 تصوف، کلام و لغت سے اگرچہ ہر اردو حوالہ دیا موجود ہیں لیکن اس سلسلہ میں سیدنا دانا
 گنج بخش جو پیری قدس سرہ العزیز کی یہ تصریح تھی، جو دے اور الہ تشلیس کے لیے کافی ہے۔
 یاد رہے ابلاہجہ عدم ایمان اپنی طاب کی بحث کو چھیننا منہ سب نہیں لیکن جب کوئی تہذیب کو
 مسخ کر رہا ہو تو حق اسدی کے تحفظ کے لیے جواب دینا ضروری ہے۔ لیکن جواب دینے
 وقت بھی نہایت شستہ اور نجیبہ داندازانہ چارے نہ کرے۔ رسول پاک ﷺ کے چچا کی توہین نہ
 ہو یہ وہی مقتضی اہل سنت کے نزدیک اس کے کفر کو حسب ضرورت بیان کرنا یہ تو عین
 نہیں ہے جیسا کہ حضرت پیر سیدہ پیر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں
 ”کفر کو کفر کہنا حکم شریعت پر اس کرنا ہے، ہرگز گالی نہیں۔“

سوال نمبر 16.

یہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
والد تھے؟

جواب

جی ہاں! جس طرح کہ امام بخاری نے صحیح بخاری شریف جلد نمبر 1 کی "کتاب الجہاد" میں "باب حمل الرجل امرأته في الغزو" کے اندر صحیح بخاری شریف جلد نمبر 2 کی "کتاب المغازی" میں "باب لا تجزأ من سلبط" کے اندر اس حقیقت کا ذکر کیا۔ یہاں سے مشن ماں شریف جلد نمبر 2 کی "کتاب الحائض" میں "احصاء حائض الرجال و النساء" میں اسے لکھا۔ امام ابن عابدین نے فتاویٰ شامی جلد نمبر 8 کی "کتاب النکاح" میں "باب الکفانة" کے اندر راہ م عبد اللہ بن احمد حنبل نے اپنی جلد نمبر 7 کی "کتاب النکاح" میں باب الکفانة کے اندر اسے ذکر کیا۔ اسے ہی کشف المحجوب شریف میں حضرت انا محمد بنش بھیری قدس سرہ العزیز "باب ۲۰۵۵ ص ۱۰۱ سورج و لحریر" میں فرماتے ہیں

سبح حیدر است کہ عہد بس خطاب رسی اللہ تعالیٰ عنہ ، ام
کشورم رسی اللہ تعالیٰ عنہا را کہ درخت وفاطمہ بنت محمد
مصطفیٰ رسی اللہ عنہ و سیم و رسی عہد حصہ کردار پدرش
علی بن ابی طالب رسی اللہ تعالیٰ عنہ و کہم ذلہ و چہم عی
گفتار او بس خد است و نوہم ذبیہ و ہدایت آن است کہ او
ایمان دادہ خود جہاد ہم داد عہد استہ بس جمعہ ہم کہم
فرستادہ ابی محسن ایدو چون بن بر گ رسیدہ و ہدایت
ام کشورم بہ دفع شہرت است کہ اثبات نبی است کہ در

[illegible]

(كشف المحجور، باب الفريسي، باب ادائهم في التزويج والتجريد، صفحته 408-409)

حدیث میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی درخواست کی کہ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ وہ صغیرہ ہے اور آپ معمر ہیں، اور میرا خیال ہے کہ میں اپنے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا نکاح کروں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدمی بھیجا اور کہہ دیا کہ ابوالحسن رضی اللہ عنہما کو اپنا میں بڑی عمر والی عورتیں بہت ہیں، ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری نیت دفع شہوت نہیں بلکہ نسب ثابت کرنا مراد ہے۔ اس لیے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ نَسَبٍ وَحَسَبٍ يَنْقَطِعُ بِالْفَقْوَةِ إِلَّا قَسِيمٌ وَحَسَبٌ" موت سے تمام نسب و حسب منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب و حسب اور ایک روایت میں ہے "كُلُّ نَسَبٍ وَحَسَبٍ يَنْقَطِعُ إِلَّا سَيْبٌ وَنَسَبٌ" ہر نسب و حسب منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب اور نسب۔ اب مجھے شبہ تو حاصل ہے، نسب آپ کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ دونوں طرفوں کو نبی اکرم ﷺ کی پیروی سے محکم کرے والا ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دے دیں۔ پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما متولد ہوئے۔

کشف النجس شریف کے نسخہ جہان کے صفحہ نمبر 315 کے حاشیے میں لکھا ہے
 "اللہ کلثوم رضى اللہ تعالیٰ عنہا یث پدر و یث دختہ از عمر و صبی
 رضى اللہ تعالیٰ عنہ دشت۔ زید و رقیہ۔ زید بن عمر رضى اللہ تعالیٰ
 عنہما۔ یث دستہ پدر و یث دختہ از ہر رگزارش دو لہلہ لایس می گشت
 کشف المحجوب نسخہ تہران، صفحہ نمبر ۹۱۶ مصوف فارابی

کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بیٹا اور
 ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹے کا نام زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیٹی کا نام رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 تھا۔ حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے عظیم مانا (سرور کو میں مٹاؤں گا) اور عظیم باپ
 (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وجہ سے "زید اہدالین" یعنی "زید چاندوں والے"
 کہلاتے تھے۔

سوال نمبر 17.

سیدہ ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے نکاح کا معاملہ یہ شخص ایک تاریخی مسئلہ ہے یا اس کی کوئی شبہی، اعتقادی اہمیت بھی
 ہے؟

جواب

یہ مسئلہ اہل سنت اور وہابیت کے درمیان صدیوں سے اختلافی مسئلہ ہے۔ اس پر
 کتابیں بھی لکھی گئیں، مناظرے بھی ہوئے۔ لیکن اہل سنت کے درمیان یہ ہمیشہ اتفاقی
 رہا۔ یہاں تک کہ محمد دہشہ ہزامی متوفی 1992ء نامی ایک شخص جو کہ اہل سنت میں
 سے شمار ہوتا تھا، پہلی مرتبہ اس نے نکاح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار کیا۔ اس پر
 کچھ رسالے لکھے اور پھر اس نے ایک شدید فقہی کی صورت اختیار کر لی۔ اگر یہ معاملہ صرف
 انکار تک رہتا تو شخص ایک حقیقت کا انکار کرتا، مگر یہ نکاح جو خلفائے راشدین میں سے عظیم

ہستیوں کا فیصد تھ، سیدنا امانا گنج بخش بکری قدس سرہ العزیز سمیت ہر املاہ و املاہین نے جس کا یہ صرف اعتراف کیا بلکہ بڑے مستحضر پتے سے اپنی ساقوں میں ذکر بھی کیا، اس پر محمود شاہ ہراری نے اس تمام اکابرین امت کے اس نظریہ کو حق طعن کا نشانہ بنایا۔ اس نے اپنی کتاب "مشرافت سادات" کے صفحہ نمبر 73 پر لکھا:

"ام کلثوم کے متعلق نکاح کا تہرانی فیصد ثلث صیہ اہل بیت اطہار کے قطعاً منافی گھٹا دہائی خرافات پر مشتمل ہے۔ اہل علم و ادب پر ایسی خرافات کی تائید و تشہیر نہ بلکہ تردید لازم ہے۔"

(مشرافت سادات، صفحہ نمبر 73، مکتبہ محمودیہ محبوب آباد، حویلیان ضلع یس آباد)

پھر اس نے اپنی کتاب "مع السیۃ" کے صفحہ نمبر 290 پر لکھا:

"باقی رہا ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میت و معطر پ اور بے اصل محض و سادہ کی نقل اڑانے والے اگرچہ جوئی حریف کرتے ہیں مگر دراصل یہ بدترین تہراء ہے جسے ہوا دی جا رہی ہے۔ ہم علم اہل سنت پر اس کا رد کیا اب واجب ہے جب کہ بد سے بدتر شر کا موجب بن رہا ہے اہل بیت اور میں یہی تنقیص اور شدید تو ہیں واپس آئے مگر موجب رہا ہے۔"

(مع السیۃ، صفحہ نمبر 290، مکتبہ محمودیہ محبوب آباد، حویلیان ضلع یس آباد)

اسی ہوسے کے دعوے اور ایک شخص سے جب صحابہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کے اس عمل کو اتنی شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ تو اس دنیا پر اب یہ تنقید بہت اہم قرار پا گیا۔ ضروری تھ کہ اس کے بارے میں حضرت امانا گنج بخش بکری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مفسر عام پر لیا جائے۔ نیز یہ اس سے بھی ضروری ہے کہ محمود شاہ ہراری کا یہ تہذیبیت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شکل میں 7 گے بڑھاپا جا رہا ہے اور محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہی نکاح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انکار کی دلیل بنایا جا رہا ہے۔ اور محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک من گھڑت تشریح کی بنیاد پر اہل سنت و جماعت کے چودہ صدیوں کے عقیدے پر ماصیبت کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اور یہ تمام ہر قدر ضروری عبد القادر

ثالثاً: یہ شخص شہادہ غیرہ کی صورت میں کی جا رہی ہے۔ اس وجہ سے بھی امانت گنج بخش بخوبی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ حقیقت منظر عام پر لائی جا رہی ہے۔

سوال نمبر 18

حضرت امانت گنج بخش بخوبی قدس سرہ العزیز نے صوفیائے صحیحہ پر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اثر میں دوسرے تیسرے اور چوتھے نمبر پر کنہ استیصال کا ذکر کیا ہے اور اس کے کیا القاب دے کر کیے ہیں؟

جواب

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صوفیائے صحیحہ پر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے اہم کے طور پر حضرت سید ناصر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے اور یہ القاب بتائے ہیں

سید ہنگ اہل ایمہ ن، صغیر، اہل جمال، اہل تحقیق، المرحوم، محبت عربی۔

(کشف المحجوب فارسی (مصححہ حضور بہار الدین منافی)، باب فی ذکر المعجم من الصحابہ، صفحہ نمبر 69)

سردار اہل ایمہ، پشواۓ اروپ، صاحب اہم اہل تحقیق، محبت کے سند میں خرقہ صوفیائے صحیحہ پر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیسرے اہم کے طور پر داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سید ناصر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس القاب سے ذکر کیا ہے

کہ ہر گچ چہ حید، عند اہل صفاء، متعلق بہ دگرگاہ، صفاۃ معنی بطریق مصطفیٰ ﷺ

(کشف المحجوب فارسی (مصححہ تھران، باب فی ذکر المعجم من الصحابہ صفحہ نمبر 69)

حیداء کے ترجمہ کے معنی، اہل صفاء کے سب سے زیادہ عبادت گزار، ہر وقت درگاہ کبریٰ سے وابستہ، رسول اکرم ﷺ کی سنت سے آراستہ و پیرا شدہ۔

صوفیائے صبیحہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے امام کے طور پر دانا صاحب رحمہ اللہ
 تھے۔ حضرت سیدنا مولانا لعل کرم اللہ وجہہ لکھنوی کا ذکر ان القابات کے ساتھ کیا ہے۔
 برادر مصطفیٰ، عریق روح، حریق، و لا، مقتدا، جمعہ
 اولیاء و اصفیاء۔

(کشف المحجوب فارسی باب فی ذکر المصہب من الصحابہ، صفحہ نمبر 72)
 مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے بھائی، آزاد سائب کے سمندر میں ڈوبے ہوئے، محبت
 خداوندی کی آگ میں جلے ہوئے، تمام اولیاء و اصفیاء کے مقتدا۔

سوال نمبر 19

سیدنا دانا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ نے صوفیائے صبیحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اندر
 میں سے صرف چار کا ذکر کیا ہے؟ جبکہ صوفیائے صبیحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور بھی امام
 ہیں؟

جواب

ان چار کے در سے باقی اماموں کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ ان چار کا اثبات ہوتا ہے۔ اور
 یہ واضح اور حتمی ہے کہ صبیحہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جواب چاروں کا مقام ہے، اور
 کسی کا نہیں ہے۔ اور جواب چاروں کی خصوصیات ہیں، اور بھی اور کسی کی نہیں ہیں۔ جیسے دانا
 صاحب رحمہ اللہ علیہ نے امامت کے لحاظ سے چار اماموں کی اصطلاح بتائی ہے، ایسے ہی
 ہمارے معشرے میں ”حق چار“ کا حرد بھی گھایا جاتا ہے۔ جیسے یہاں چاروں کی
 امامت سے باقی کی امامت کی نفی نہیں ہوتی، ایسے ہی ”حق چار“ کہنے سے باقی صبیحہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق ہونے کی نفی بھی نہیں۔

اس سلسلہ میں امام العلامہ علامہ عظیمی رحمہ اللہ عظیمی کا بندہ پالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق مل چکے ہو۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ”حق چار“ کے کفر سے کہ ایک منکر کارہ کرتے ہوئے نکلتے ہیں۔

”ابھی مام نہا مفتی کے اجداد بھی پیدائش ہوئے ہوو گئے نہ اہل سنت یہ نعرہ لگاتے تھے ”نعرہ حقیق“ حق چورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔“ اور یہ نعرہ اہل سنت کی علامت تھی؛ لیکن مفتی مذکور یہ نعرہ لگانے سے منع کرتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدوطن رافضی ہے۔ اور تعلقہ کے مورچہ بلا ہر اہل سنت کہہ دیتا ہے۔ مفتی مذکور کی صحت نعرہ پر دلیل یہ ہے کہ اس نعرہ سے یہ لازم ہے کہ ”چار رہا“ کے سوا کوئی بھی نبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر نہیں۔ اس جابل مفتی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تب لازم آتا، جب اس نعرہ میں حصر کا کلمہ ہوتا مثلاً میں ہوتا کہ ”میں حق مگر چار رہا“۔ یہ یہ ہوتا کہ ”حق پر صرف چار رہا“۔ حالانکہ اس نعرہ میں حصر کا کوئی ایسا کلمہ نہیں۔ علم اصول میں سے کہ محض کسی کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی اس نعرہ کا تو صرف یہ معنی ہے کہ ”چار رہا حق پر ہیں“۔ دوسرے اصحاب کے حق پر ہوئے کی نفی نہیں ہے۔ اگر اس جابل مفتی کی منطق تسلیم کر لی جائے تو مفتی جب یہ کلمہ پڑھتا ہے ”محمد رسول اللہ ﷺ“ تو لازم آئے گا کہ محمد ﷺ کے سوا کوئی رسول اللہ نہیں ہے۔ تو اب مفتی اپنی اس منطق کے لحاظ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ ان سب شرائط کا سبب جہالت ہے بلکہ ”نعرہ حقیق حق چار رہا“ سے کوئی منافع رافضی ہی منع کرے گا، بلکہ اس نعرہ کا مرتبہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے۔“

سوال نمبر 20

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں صلح کر لی۔ کیا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہمی تعلقات بھی خوشگوار تھے؟

جواب

چونکہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح سیکنڑہ پر یہ نفسانی خواہش سے نہیں کی تھی بلکہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کی پیروی

تھیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ لانے والے نے کہا: حضور! امیر المومنین (معاویہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ معذرت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ یہ جو کچھ ہے، یہ اپنے غلاموں میں تقسیم کر دیں پھر اس سے زیادہ مال بھیجا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا کہ اس درویش کو پانچوں تھیلیاں دے دی جائیں۔ اور ساتھ ہی عذر خواہی کی کہ میں نے آپ کو بہت دیر بٹھایا۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ پانچ ہی تھیلیاں آئیں گی تو میں کبھی آپ کو ان کا نظار میں نہ بٹھاتا۔

سوال نمبر: 21

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنو ہمدان پلیدی کی حکومتوں میں کیا فرق تھا؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخشؒ بخیر ہی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

تسا حق ظاہر بود مر حق را منطاب بود و چون حق مفقود شد
شمعشیر بر کشید و تا حمان عزیز ہلای خداوند تعالیٰ نکرد
نیار مید۔

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر المتهم من اهل البيت، صفحہ نمبر: 76)

جب تک حق ظاہر تھا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل حق کے تابع اور حاکمیت کنندہ تھے اور جب حق مفقود ہو گیا تو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوار حیا سے باہر نکلی اور جب تک اپنی جان، جان آفرین کے لیے قربان نہ کر دی اس وقت تک آرام نہیں کیا۔

تشریح:

یہاں سیدنا داتا گنج بخشؒ بخیر ہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح کے بعد جو خلاف امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ

عزیزی، اسے حق سے تعبیر کیا۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک برحق تھی۔ اس لیے انہوں نے خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کی۔ اس عہد میں حق مفلک دہونے سے مراد یزید پلید کا دور حکومت ہے کہ جب حق مفلک دہو گیا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے خلاف خروج کیا اور اس وقت تک جہاد جاری رکھا یہاں تک کہ آپ کی شہادت ہو گئی۔

تنبیہ:

آج بہت سے سادات جوہر انص کے ذرا اثر آچکے ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بغض کا شکار ہو چکے ہیں اور آپ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونے سے اجتناب کرتے ہیں اور امیر المومنین کہنے پر تو لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ جبکہ سیدنا دانا گنج بخش ججویری قدس سرہ العزیز نے بار بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا یہاں تک کہ آپ کے لیے کشف الکجوب شریف میں ”امیر المومنین“ کا لقب بھی استعمال کیا۔ سیدنا دانا گنج بخش ججویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

و گفتند کہ امیر المومنین (معاویہ) از تو علیر مبعوث اہل

(کشف المحجوب، الفری، ترجمہ تہران، باب فی ذکر الصحاب من اهل البيت، صفحہ نمبر: 63)

سوال نمبر: 22

کیا یزید پلید کے کرتوتوں کی بنیاد پر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ طعن کیا جاسکتا ہے؟

جواب:

ایہ امر گز جائز نہیں۔ اسی لیے ہی حضرت دانا گنج بخش ججویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یزید کا ذکر آنے پر لکھا:

یزید بن معاویہ اعزہ اللہ دون امیہ

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر المظہر من اہل البیت، صفحہ نمبر: 78)

نسخہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز

یزید بن معاویہ، اللہ یزید کو رسوا کرے نہ کہ اس کے والد کو۔

حضرت سیدنا داتا گنج بخش بھوپری قدس سرہ العزیز نے جہاں یزید پلید کے بارے میں اپنے سخت جذبات کا اظہار ضروری سمجھا، وہاں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع بھی لازم سمجھا۔ ایک طرف تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ”لعن شخصی“ کے اصول کی پابندی کی، دوسری طرف یزید کو بھی کوئی گنجائش دینا مناسب نہیں سمجھا۔ چنانچہ ”لعنہ اللہ“ کی جگہ ”اعزہ اللہ“ لکھ دیا کہ اللہ اسے رسوا کرے۔ جب آپ نے ”یزید بن معاویہ اعزہ اللہ“ لکھا تو وہن میں آیا ہوگا کہ ضمیر منسوب کو قرب کی بنیاد پر کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف راجع نہ کرے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی مہارت کے ساتھ یہ دروازہ بند کیا اور محض اس مقصد کے لیے ”دون امیہ“ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ شریر لوگوں نے شاہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحفظ کی اس بھوپری کاوش کے خلاف بھی سازش کرنے کی کوشش کی۔ تہران سے کشف النجوب شریف کا جو نسخہ چھپا، اس میں سے ”دون امیہ“ کے الفاظ کاٹ کے صرف ”یزید بن معاویہ اعزہ اللہ“ لکھا گیا ہے۔

(کشف المحجوب فارسی، 64، نسخہ تہران)

ہم ایک طرف تو علمی ورثہ کے اندر رسودی عرب اور ایران کی جانب سے کی جانے والی علمی خیاخوب پر احتجاج کرتے ہیں اور دوسری طرف محققین اہل سنت سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت علمی ورثہ کے تحفظ کے لیے اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔

☆☆☆☆

